اور طرفہ یہہ کہ دوامی و غیر منقطع ہونا وقف کا (جو اسکے صدقہ ہونے اور فقیرون کے لئے ہو جانے کا مرادف و مستلزم ہے) جناب مخاطب اپنی تحریر کے صفحہ ۴۱ مین لائے ہین اور اسیکو مذہب ٹھہرائی ہین مگر معلوم نہین کہ حضرت اسکے معنے کیا سمجھے ہین - کہ باوجودیکہ یہہ وقف مصنوعی جناب کو جو غنیا کے لئے مخصوص و مقرر ہے باطل کر رہا ہے معرض احتجاج مین لائے ہین - معلوم ہوتا ہی حضرت اسکے معنی نہین سمجھے جن سوچے بے سمجھے اس سے دست آویز کئی ہین -

اور ایک بڑی بہاری دلیل اس وقف کے صدقہ ہونے پر (جو اپنے لئے وقف کری) یہہ ہے کہ

قال اذا جعل الواقف غلة الوقف لنفسه او جعل الولاية اليه جاز عند ابي يوسف رح - ولا يجوز على قياس قول محمد رح وهو قول هلال الرازي رح وجه قال الشافعي رح وجه قول محمد رح ان الوقف تبرع على وجه التمليك بالطريق الذي قدمناه فاشترط البعض او الكل لنفسه يبطل لان التمليك من نفسه لا يتحقق كما لو تصدق المنفذة وشرط بعضه بقعة المسجد لنفسه ولابي يوسف رح ما روي ان النبي كان ياكل من صدقته والمراد بها صدقته الموقوفة ولا يحل الا بشرط دخل على صحته ولان الوقف آلة الملك الى الله تعالى على وجه القربة على ما بيناه فاذا اشترط البعض او الكل لنفسه فقد جعل ما صار ملكا لله تعالى لنفسه لان يجعل ملك نفسه لنفسه وهذا لا يجوز كما اذا بنى خانا او سقاية او جعل ارضه مقبرة وشرط ان يكون له او ليس بشيء اذ في هذا دلالة القصور في القربة وفي التصرف لنفسه ذلك قال اصلعم نفقة الرجل على اهله صدقة الخ (ہدایہ مختصراً)

امام محمد رح اور امام شافعی رح کے نزدیک آمدنی وقف کے وقف کنندہ کے لئے مقرر ہونا ناجائز ہی وہ فرماتے ہین کہ آمدنی وقف صدقہ ہوتا ہے پہر اس آمدنی کا اپنے ہی نفس کے لئے مقرر کر لینا کب جائز و مناسب ہے - امام ابو یوسف رح جو جواز کے قایل ہین اسکو صدقہ مانکر جواب دیتے ہین کہ اپنا نفس بہی تو صدقہ کا محل ہو سکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے صدقہ یعنے وقف کئے ہوئے مال سے خود کہایا ہے اور آنحضرت صلعم نے یہہ بہی فرمادیا کہ آدمی کا اپنی جان پر خرچ کرنا بہی صدقہ ہے - اور نیز جب مال وقف خدا کا ہو گیا تو یہہ شخص اب خدا کے مال سے کہاتا ہے اپنے مال سے نہین کہاتا - یہہ بحث و اختلاف ہدایہ و فتح القدیر مین مفصل و مدلل مذکور ہے یہہ ہمنے اسکا خلاصہ مطلب بیان کیا ہے -

بالجملہ احادیث نبویہ و تصریحات و روایات فقہیہ سے (جو خاص وقف اولاد و اقارب اور تعریف و بیان سبب و شروط مطلق وقف مین وارد ہین) اجمی طرح بلاریب و خفا ثابت ہے کہ للّٰہیت و صدقہ ہونا حقیقت وقف مین (اغنیا و اولاد و نفس وقف کنندہ پر کیون نہو) داخل ہے۔ اور وقف کا کوئی قسم یا فرد ایسا نہین ہے۔ جسمین یہہ وصف صدقہ و خیرات ہونے کی متحقق نہین ہے اور جو قسم وقف کوئی ایسا تجویز کرے جسمین صدقہ ہونا نہ پایا جاوے (جیسی صرف غنیون کے لئے وقف جو ہمیشہ انہی مین رہے) وہ بُرے نام وقف ہی جسکا ماخذ و اصل بجز ذہن و زبان قایل اور کوئی نہین ہے۔ شریعت حقہ مصطفویہ مین ایسے وقف کو وقف نہین کہا جاتا ہے۔

یہہ ہماری دعوی دوم کا ثبوت ہے جس سے خبر دوم دعوی جناب کا (کہ وقف مذہبی خیراتی اور ہے اور وقف خاندانی و ریاستی اور ہے) ابطال ہوا۔ **اب دعوی اول** کا ثبوت دیا جاتا ہے جس سے خبر اول دعوی جناب کا (کہ جو وقف ہمنے تجویز کیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا فتاوے عالمگیری مین ذکر ہے) ابطال بدنظر ہے۔ اور **یہی امر** کل مباحث رسالہ سے مقصود و مطلوب ہے۔ گویا یہہ امر جملہ مقاصد و مطالب اس تحریر کا نتیجہ و غایہ ہے۔ مگر اسکا بیان ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے

وہ مقدمہ یہہ ہے کہ شرعی و عقلی و نیچری اصول سے ثابت ہے کہ جب کسی چیز کی ذاتیات و لوازم ہون تو وہ بدون تحقق اُن ذاتیات و لوازم کے متحقق نہین ہوتی۔ اور جب کسی چیز کے لئے کوئی شرط ہو تو وہ بدون تحقق اس شرط کے پائی نہین جاتی۔ پس جہان کسی چیز کی ذاتیات و لوازم و شروط کا تحقق نہوگا وہان اس چیز کا تحقق ہی مسلم نہوگا۔

شرعی تمثیلات۔ نکاح تب ہی متحقق ہوگا جبکہ ایجاب و قبول غیر موقت بزمان پایا جائیگا اور اس نکاح سے زوجیت وارث و نسل کا ثبوت ہوگا۔

جس نکاح مین ایجاب و قبول غیر موقت نہو یا باوجود نکاح جورو جورو نہ بنے اور اسکی اولاد اولاد شوہر نہ سمجھی جائے تو وہ نکاح نہین ہے سفاح ہے۔

(۲) نماز بدون طہارت بدن و استقبال قبلہ بلا عذر شرعاً ممکن الوجود نہین ہے اور جس نماز

مین ان شرطوں کا تحقق نہین وہ نماز نہین ہے۔

عقلی تمثیلات - کسی شخص کو انسان تب ہی کہا جاویگا جبکہ اسمین نطق و قابلیت علم کا تحقق ہوگا اور جس مضغہ گوشت مین نطق و قابلیت علم کا تحقق نہوگا وہ انسان نہ کہلائیگا۔

(۲) دن کو اسوقت موجود کہا جاویگا جب آفتاب نکلا ہوگا۔ اور جب تک آفتاب زیر زمین ہوگا دن کا موجود ہونا ہرگز تجویز نکیا جاویگا۔

نیچری تمثیلات - اگ اسی چمک دار جسم کو کہینگی جسمین بذات خود جلانا مشاہدہ کرینگے۔ کرم شب تاب (یعنے برسات کا کیڑا یکو جوت کو آگ کیطرح چمکتا ہی) ہرگز آگ نہ کہینگے۔

(۲) مفرق لبصر وہی جسم ہوگا جو سفید رنگ ہوگا۔ سیاہ رنگ ہرگز مفرق لبصر نہ کہلائیگا۔

جب یہہ مقدمہ ممہد ہوچکا تو اثبات مدعا عمل مین آتا ہے۔ پس واضح ہو کہ وقف مجوزہ و مخترعہ جناب کئی وجہ سے وقف نہین ہے جسکا ذکر فتاوی عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ہے۔

وجہ اول یہہ کہ سرے سے اس وقف مصنوعی مین للاہیت و نیت ثواب نہین ہے صرف حفظ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام مدنظر ہے اور نیت ثواب و للاہیت کا ہونا وقف شرعی کی حقیقت مین داخل ہے یا اسکو لازم ہے پس یہہ وقف مصنوعی وقف شرعی کیونکر ہوسکتا ہے۔ اب اگر یہہ بات بنائی جاوے کہ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام بھی خدا ہی کے واسطے ہی۔ اور اسمیں بھی للاہیت مدنظر ہے تو جواب اسکا یہہ کہ ایسی للاہیت جسکا مدار اپنی ہی ریاست رہی وقف کے لئے کافی نہین ہے۔ چنانچہ محیط و ہدایہ و عالمگیری وغیرہ سے اسکا نبوب گذر چکا۔ **علاوہ اسپر** یہہ بھی سوچنا لازم ہے اگر یہی لمرد مین نہا تو اسوقف مصنوعی کو وقف مساجد وغیرہ مذہبی امور سے جدا کیون کیا اور اس وقف کا برے تو اب آخروی ہونا اور اس وقف کا بمقابلہ اسکے صرف حفظ ریاست دنیاوی کے لئے ہونا کیون جتایا گیا۔ جس مونہہ سے وہ بات نکل چکی ہے اس سے یہہ بات بنائی نہین جاتی ہے ؎ آن قطرہ باپران رسید۔

وجہ دوم - فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین للاہیت مدنظر ہے پھر بھی یہہ وقف وقف شرعی

نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ وقف شرعی کے لئے صدقہ ہونا ضروری ہے - کیونکہ یہہ امر اسکی حقیقت مین داخل یا اسکو لازم ہی چنانچہ اسکا ثبوت کامل عنقریب گذرا ہے اور یہ وقف مصنوعی ابتداً و انتہاءً صدقہ نہین ہے - یہہ پہلے تو اغنیاء اولاد و اقربا کے لئے مخصوص ہے پھر اخیر کو (جب اقربا نہ رہین) گورنمنٹ کے لئے ہے جو اسوقت شاہنشاہ کہلاتی ہے - اور اگر گورنمنٹ کو صرف متولی قرار دیا جاوے تو پھر مدرسۃ العلوم علیگڈھ اور امثال ذلک کے لئے ہے جسکو فقیری سے برلے درجہ کا تضاد و تباین ہے - فقیر دن تک تو اسکی رسائی کسی زمانہ مین بھی متصور نہین ہے اسلئے یہہ صدقہ نہین† یہان بھی اگر یہ بات بناؤگے کہ اغنیا بھی تو محل صدقہ ہین تو وہی جواب پاؤگے جو محیط و عالمگیری و ہدایہ سے منقول ہوا کہ صرف اغنیاء کے لئے صدقہ ہونا صحت کے لئے کافی نہین ہے -

وجہ سیوم - یہہ بھی فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین صدقہ ہونا (جو وقف شرعی کے لئے ضروری ہے) پایا جاتا ہے پھر بھی یہہ وقف وقف شرعی نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ وقف شرعی کے لئے صدقہ ہونے کے علاوہ متحقق نہین ہین پھر بدون تحقق اون شروط و لوازم کے اس وقف مصنوعی کا وقف شرعی ہونا کیونکر متصور ہے ان شروط و لوازم کو معہ بیان وجہ تخلف نمبر وار بیان کیا جاتا ہے -

(۱) وقف مین شرط ہے کہ کل یا کثر مال کو وقف نکیا جاوے اور اس سے ابطال فرائض ارث لازم نہ آوے چنانچہ بضمن ابطال امر اول اسکا کافی ثبوت گذر چکا ہے اور اس وقف مین کل مال کا وقف تجویز کیا گیا ہے جس سے یقیناً وراثت و فرائض کا ابطال متصور ہے -

(۲) جو آپ وقف کے لئے شرط ہے کہ وقف مین کسی وارث کا حرمان و ضرر نہ پایا جاوے اور اس وقف مین ارث و فرائض سے تو سبھی وارثون کا ضرر و حرمان ہے - چنانچہ شرط اول کے ضمن مین بیان ہوا اور منافع وقف سے خاصکر اولاد وارثون کا حرمان و ضرر پایا جاتا ہے جنکو آپ نے مصارف وقف سے خارج کر دیا -

وقف تو آپ نے کل مال کا تجویز کیا ہے - اور منافع و آمدنی وقف مین سبھی حق دار دن

† نہ لفظاً اسکو صدقہ کہا گیا ہے اور نہ معنےً یہہ صدقہ ہوسکتا ہے کیونکہ اغنیاء سے مخصوص ہے - بلکہ بہمہ حکم گورنمنٹ اسکی موافق صادر ہونا تجویز کیا جاتا ہے اسلئے اسکا تبدل و تغیر تا قیام سلطنت انگلشیہ ناممکن ہے - لہذا اسمین بھی گنجائش نہین اسکی قید کو لغو سمجھکر بعد انقراض اغنیا

و قرابتیون کو شریک نہین ٹہرایا بلکہ دفعہ ۲۹ مین اس قانون کے (جو صـ۷۳ مین منقول ہو چکی ہے) صاف فرمادیا ہے کہ اُس وقف کی آمدنی سے پرورش و مواجب پانے کا وہ مستحق ہوگا جو بروز وفات جائے نشین متوفی کے ساتہہ اسکی سکونت اور خورد و نوش رکہتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اور کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نرکہتا ہو اور نہ رکہنے والا ہو" اور یہہ عین تصریح ہے کہ اگر مثلاً صلبی بیٹا† متوفی کا خود صاحب جایداد ہو اور باپ سے علیحدہ و مستقل طور پر بود و باش رکہتا ہو۔ یا وہ کسے دوسرے کا متبنی یا داماد بن گیا ہو اور وہ بحکم قانون انگریزی یا رواج قومی کے دوسری جگہہ سے پرورش پانیکا امیدوار ہو تو وہ اس جایداد پدری کے منافع سے محروم ہوگا۔ اور یہہ صاف ضرر و حرمان ہے جو شرط دوم کے برخلاف ہے

(۳) وقف کے لئے ضرور ہے کہ اسمین کوئی شرط یا قید برخلاف شریعت نہو۔ آنحضرت صلعم نے

قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم من اشترط شرطاً لیس فی کتاب اللہ فلیس لہ ذلک وان اشترط مائۃ مرۃ۔ قالہ فی شان بریرۃ حین اشترط اہلہا ولائہا لہم اخرجہ البخاری عن عائشہ رضہ۔

ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ مین پائی نجاوے (یعنی اسکی اجازت و اباحت قرآن سے معلوم نہو) تو وہ شرط اسکے لئے نہین ہے اگرچہ سو دفعہ شرط کرے یہہ ارشاد آپکا بریرہ کے شان مین وارد ہے پر حکم اور الفاظ اسکے عام ہین جو ہر معاملہ اسلامی کی شرط پر محیط ہین۔

اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین خاص وقف کے باب مین کہا ہے کہ شرائط وقف

شرائط الوقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع۔ فتح القدیر۔ وہکذا فی رد المحتار۔

تب معتبر ہو سکتے ہین جب کہ شریعت کے خلاف نہون اور ایسا ہی رد المحتار مین ہے۔

اور اس مصنوعی وقف مین ایسی شرطین اور قیدین قواعد جانشینی مین لگائی گئی ہین جو شریعت کے برخلاف ہین شریعت نے تو اسلام و عدالت امانت و رشد کو شرائط ٹہرایا ہے چنانچہ ثبوت اسکا بضمن ابطال امر دوم گذرا ہے۔ اور اس وقف کے قواعد جانشینی مین کلان سالی۔ قرب قرابت۔ تقدم نکاح۔ وصف ذکوریت۔ و سلطنت و ریاست کو ملحوظ فرمایا ہے۔ دیکہو دفعہ ۲۷۔ اور اسکی تفصیل قاعدہ

† بیٹے کا ذکر بطور تمثیل ہوا۔ ایسے ہی وہ بیٹی (جسکا نکاح ہوگیا ہو۔ اور اسکا کفیل خاوند ہو) بحکم اس دفعہ کے محروم ہے۔ وقس علی ہذا

قاعدہ ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱۔

آپکے شروط و قواعد کا یہہ حکم و مفاد ہے کہ بڑا بیٹا (خواہ کافر۔ فاسق۔ خائن۔ بے وقوف ہو) وہی مستحق جائز نشینی ہے اور شریعت اس شرط کی مبطل ہے اور اس بیٹے مین اسلام و عدالت و امانت و رشد کو شرط ٹھہراتی ہے۔

ایسے ہی بقیہ اُن اشخاص مین (جنکو آپنے صرف بکیر السن ہونے کے اولاد ہونے یا ذکور یا بواسطہ ذکور منتسب ہونے یا پہلے نکاح مین آجانے سے ترجیح دی ہے) شریعت محمدیہ امور اربعہ مذکورہ کو شرط ٹھہراتی ہے۔ اور آپکے قواعد و شروط اون سب کو اُن شروط سے آزادی دیتے ہین۔ اور شرط اسلام کو تو آپنے صاف اور کھلے طور پر اوڑا دیا جبکہ گیارہوین قاعدے مین اس وقف کو گورنمنٹ انگلشیہ کے جو اہل اسلام نہین ہے سپرد کر دیا۔ گورنمنٹ بحیثیت سلطنت و ریاست تو جملہ اموال رعایا کی مالک ہے۔ بلکہ جو کچھہ کسیکے ملک و تصرف مین ہے یہہ سب بحیثیت سلطنت گورنمنٹ ہی کا ہے۔ گورنمنٹ جسکو چاہے از خود کسی تعلق و ملک کا رئیس بنا دے جسکو چاہے اسکی سابق ریاست سے برطرف کر دے اسپر رعایا کیطرف سے بحیثیت رعایا ہونے کی کوئی اعتراض کا محل نہین ہے۔ مگر از روی شریعت و مذہب گورنمنٹ کو اہل اسلام کی مذہبی امور (جیسے نکاح امامت جمعہ و اعیاد و اوقاف مین استحقاق ولایت نہین ہے۔

اور یہہ بات ایسی صحیح ہے کہ خود گورنمنٹ کے نزدیک اسکی صحت مسلم ہے۔ اور گورنمنٹ کا آجتک اسپر عمل ہے۔ (اسوقت انرایبل بہادر چھوڑ دین تو تعجب نہین) یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ نے ہماری مساجد کے تولیہ کو اپنے اختیار مین نہین رکھا کبھی کسے لڑکے یا لڑکی اہل اسلام کا نکاح باختیار خود نہین کر دیا۔ کبھی جمعہ و جماعت مین امامت کا قصد نہین کیا یہہ امور تو گورنمنٹ کے اختیار و استحقاق سے خارج ہین جن امور مین گورنمنٹ کو اختیار حاصل ہے یعنی فصل خصومات و عدالت مقدمات انمین بھی مسلمانون کے مذہبی امور مین انکی شریعت کا خلاف نہین کیا بلکہ ان امور مین اپنے قانون کو شریعت کی تابع کر دیا ہے

اور مسائل نکاح طلاق - بیع - ہبہ - شفعہ - وغیرہ کو شرع محمدی سے لیکر قانون مین شامل کر لیا
(۴) - وقف کے لئے (بہ نظر اسکے صدقہ و تبرع ہونیکی) یہہ بہی ضرور ہے کہ اگر وقف رشتہ دارون
کے لئے ہے تو اسکی تقسیم آمدنی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ و ضرورت ترجیح نہ دیجاوے
چنانچہ اسکا ثبوت کامل بضمن البطال امر اول گذر چکا ہے - اور کچہہ اسکا تتمہ اس مقام بہی عمل مین آتا ہے
اور آپنے تقسیم آمدنی اس وقف مصنوعی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دی ہے
اور بدست آویز ایکٹ ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ انگلشیہ بیوگان کبیرہ متوفی اور والدین و بہن
کے لئے ایک سو اسی روپیہ سے چہہ ہزار تک (حسب حیثیت مقدار جائیداد) سالانہ مقرر
کیا ہے - اور بیوگان صغیرہ کے لئے اس سے نصف اور برادران اور پسران نابالغ کے لئے ایک
ہزار دو سو روپیہ تک اور بہیجون کے لئے چہہ سو روپیہ تک اور دختران نا کتخدا اور پسران
و برادران کی بیوگان کے لئے تین سو ساٹہہ روپیہ تک مقرر و محدود کر دیا ہے - اور
یہہ امر اس حکم مساوات کے برخلاف ہے جو صدقہ و تبرع کے باب مین وارد ہے - اور اسکے
دلائل کا بیان بضمن البطال امر اول گذر چکا ہے -

اگر واقف کنندہ تقسیم آمدنی مین اس قسم کی مداخلت بیجا (جسکا وہ مجاز نہین ہے اور اب اسکو
اجازت دیتے ہین) خود نکرے اور صرف اتنا ہی لفظ کہدے کہ یہہ میرا مال میرے اقربا کے لئے
وقف ہے تو شریعت محمدیہ اپنے انہی اصول و دلائل کی نظر سے جنکا ذکر البطال امر اول مین گذرا
اسکی تقسیم آمدنی مین یہہ عمل درآمد کریگی کہ اگر آمدنی وقف سبہی رشتہ دارون کے خرچ کیلئے کافی
و وافی ہو تو سبہی رشتہ دارون کو قریب ہون خواہ بعید و ارث ہون خواہ محروم مرد ہون خواہ
عورتین بلحاظ ضرورت و عادت بحصص مساوی شریک کریگی اور اگر سب کے لئے اسمین
وفا نہو تو بلحاظ درجہ قرابت اقرب کو ابعد سے مقدم کریگی - اور ایک درجہ کے قرابتیون
کو اس آمدنی مین جسقدر کہ ہو مساوی حصہ دار ٹہراویگی - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
تقسیم آمدنی وقف اقربا مین مساوات مدنظر شریعت ہے - یہہ قانون تقسیم کتب بعت

مین مفصل مذکور ہے جسکی نقل سے بہت طول ہوتا ہے۔ اس مقام مین بطور تمثیل حکم مساوات بیوہ صغیرہ وبیوہ کبیرہ کو مفصل و مدلل کیا جاتا ہے۔ +

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقاف وصدقات مین سے ازواج مطہرات کو سو وسق سالانہ خرچ دیتے جب آنحضرت صلعم نے انتقال کیا تو آپکے خلیفہ صدیق اکبر رض نے بھی اسیکے موافق عمل کیا کسی بیوہ کبیرہ آنحضرت کا خرچ بہ نسبت بیوہ صغیرہ کے زیادہ نکردیا اور اسیکے موافق حضرت عمر رض وغیرہ خلفاء کا عمل رہا۔

صحیح بخاری مین کتاب الخمس ومغازی ونفقات وفرائض وغیرہ مین حدیث ہے کہ آنحضرت نے اپنے اموال کی نسبت فرمایا ہے کہ جو کچھ مین چھوڑ جاؤن وہ صدقہ ہے پھر اسمین آپکا عمل اسطرح رہا کہ ایک سال کا خرچ سو وسق اپنے عیال کے لیے نکال لیتے باقی کو اسمجملہ خرچ کرتے جہان اور خدا کا مال صرف کیا جاتا یہی عمل آنحضرت کا اپنی حیات مین رہا۔ جب آنحضرت فوت ہوئے اور صدیق اکبر رض آنحضرت صلعم کے ولی بنے تو اونہون نے بھی ایسا ہی عمل کیا کچھ اسمین تبدل تغیر نکیا۔ اور کتاب الحرث والمزارعت مین یون روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سو وسق کھجور وغیرہ ازواج کو اس اراضی وقف مین سے دیتے جب حضرت عمر رض نے آمدنی کو تقسیم کرنا چاہا تو ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ جو چاہے وہی وسق مقررہ لینے اختیار کرے اور جو چاہے خود اراضی کو سنبھالے (یعنے خود اسمین اپنا موجب مقرر پیدا کرلے)

ان رسول اللہ صلعم قال ما ترکنا صدقۃ فکان رسول اللہ صلعم ینفق علی اہلہ نفقۃ سنتہم من ہذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعلہ مجعل مال اللہ فعمل ذلک رسول اللہ صلعم حیاتہ ثم توفی النبی ص فقال ابو بکر رض انا ولی رسول اللہ ص فقبضہ ابو بکر رض فعمل فیہ بما عمل بہ رسول اللہ صلعم رواہ البخاری۔ بطولہ فی المغازی ورواہ فی باب المزارعۃ بالشطر کان یوتی ازواجہ مائۃ وسق ثمانین وسق تمر وعشرین وسق شعیر فقسم عمر رض خیبر فخیر ازواج النبی صلعم ان یقطع لہن من الماء والارض او یمضی لہن فمنہم من اختار الارض ومنہم من اختار الوسق۔

+ ایک وسق تقریباً پونے چار من کا ہوتا ہے ۱۲ حاشیہ۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی وقف مین بصورت تعدد ازواج کا مساوی استحقاق نفقہ ہے بیوہ کبیرہ کو صغیرہ پر کوئی ترجیح نہین ہے - پس آپکی تجویز ترجیح اس حکم شرعی کے خلاف ہے اور یہہ وہ تتمہ ہے جسکا وعدہ بیان عنقریب گذرا -

(۵) - وقف مین بڑا بھاری اور ضروری امر یہہ ہے کہ متولی کا خرچ اسکی آمدنی سے بحسب عرف (جسکا فیصلہ عادت و ضرورت پر ہے) مقرر کیا جاوے - نہ یہہ کہ وہ اپنی عیش مین خود مختار ٹھہرایا جاوے اور جسطرح چاہے چین اوڑاوے -

حضرت عمر فاروق رض نے آنحضرت کے سامنے اپنے وقف کے متولی کی نسبت یہی فرمایا جو اسکا متولی ہو اسپر گناہ نہین ہے کہ وہ بقدر معروف اسمین سے کھاوے یا کسی دوست کو کھلاوے سوائے اسکے کہ مال جمع کرنے لگ جاوے چنانچہ پوری اس مضمون کی بصفحہ ۹۰ و ۹۲ گذر چکی ہے -

عن ابن عمر رضوان عمرؓ قال فی وقفہ لا جناح علی من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف او یطعم صدیقاً غیر متمول فیہ رواہ البخاری وقدمر بتمامہ -

اور یہہ لحاظ قدر معروف کچھہ خرچ متولی وقف سے شرعاً مخصوص نہین ہے بلکہ شریعت مین بہت مواضع مین اسکا لحاظ کیا گیا ہے - اللہ تعالیٰ نے متولی مال یتیم کے حق مین فرمایا ہے جو فقیر ہو وہ اس مین سے بقدر معروف کھاوے -

من کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف - سورہ بقرہ ع ۳۰

اور بچہ کو دودہ پلانے والی عورت کے حق مین ارشاد کیا کہ اسکا خرچ خوراک و پوشاک بچے یا اسکے باپ کے ذمہ بقدر معروف ہے -

وعلی المولود لہ رزقہن وکسوتہن بالمعروف ع ۱۶

اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ہند زوجہ ابوسفیان کو اسکے مال سے بقدر معروف گذارہ لینے کی اجازت دی ہے - چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مفصل حدیث مذکور ہے -

ان ہندا قالت یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وہو لا یعلم فقال خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف (صحیح بخاری)

ان آیات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی مال (وقف ہو یا مال یتیم وغیرہ) کے متولی و امین کو بعوض ولایت و حفاظت اسی قدر گذارہ و خرچ لینا درست ہے جو بحکم عرف و عادت اسکے لئے ضرور و لابدی ہے۔

مال وقف و امانت کی یہہ شان نہین ہے کہ اسکی صرف و تصرف (کھانے پینے لینے دینے مین) متولی عام مختار و بمنزلہ مالک ہوتا ہے۔ اور اپنے اسکا خلاف کیا۔ سو اے متولی کے اور رشتہ دارون کے لئے کچھہ کچھہ گذارہ (ایکٹ ۱۸۶۴ء مجوزہ گورنمنٹ کے مطابق ہی سہی) مقرر کردیا یہ متولی کے لئے کچھہ مقرر نکیا اور یہہ محدود نفرمایا کہ وہ کہانتک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا اور کس حد تک کھانے پینے لینے دینے مین اسکو اختیار حاصل ہوگا۔ آپکی عدم تقیید سے صاف پایا جاتا ہے کہ بعد وضع اخراجات پرورش رشتہ داران و مصارف قیام ریاست جو باقی رہے اسکے صرف کرنے مین متولی خود مختار ہے۔ جسقدر چاہے عیش اوڑادے جس کام مین جو کچھہ چاہے بے کٹکے صرف کرے کوئی قید و تحدید اسپر نہین اور نہ کسی وارث یا حاکم کیطرف سے کوئی مالی استحقاق کی نظر سے اعتراض کا محل ہے اس وقف کے متولی کو آپنے ایسا بے قید و خود مختار کردیا ہے جیسے ہندوستانی ریاستون کے نواب و رئیس سرکار کیطرف سے خود مختار ہوتے ہین اور جو چاہتے ہین (عیاشی و خوش باشی کرتے ہین) اور مورد اعتراض نہین ہوتے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ وقف مصنوعی حباب وہ وقف نہین ہے جسمین متولی محض امین و محافظ اور صرف گذارہ کا مستحق ہوتا ہے اور باقی سب مال اسکے ہاتھہ مین ایسا مال امانت ہوتا ہے۔ جیسے کسی ملازم یا امین کے ہاتھہ مین ہوتا ہے۔ بلکہ یہہ ایک ملکی ریاست ہے جسپر کوئی شخص اپنے قوت بازو و زور شمشیر سے یا کسی سلطنتی قانون و آئین کے رو سے متسلط ہوکر اسکا مالک و رئیس بن جاتا ہے پھر اسکو جسطرح چاہتا ہے تصرف مین لاتا ہے۔

انرائیل صاحب بہادر اسطرحکی ریاست بحکم مذہب بنانا چاہتے ہین اور شمشیر و قوانین سلطنت کا کام روایات مذہبیہ سے لیتے ہین مگر یہہ خیال محض خیال و سودای محال ہے چنانچہ بعض اکابر نے کہا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاء دون این خیال است محال است و جنون

(۶) جیسے متولی آمدنی وقف سے بقدر معروف خرچ و گذارہ کا مستحق ہے ویسے ہی اسکے اور مصارف (اقربا و فقرا) اسمین سے بقدر معروف و بحسب ضرورت گذارہ پانے کے مستحق ہین۔ اور اسپر بھی وہی آیات و احادیث دلایل ہو سکتے ہین جو معروف کے لحاظ کرنے کی ضرورت ثابت کرتے ہین۔ علاوہ بتعامل سلف تقسیم آمدنی اوقات قدیمہ مین بھی اسپر دلیل ہو سکتا ہے۔ آپنے اسکا بھی خلاف کیا اور نفقہ پرورش رشتہ داران کو بدست آونیرایکٹ (۱) سنہ ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ خاص خاص تحدیدات سے مقید کر دیا۔

اور ممکن ہے کہ قدر معروف اسکے برخلاف ہو جس شخص کے لئے آپنے تین سو ساٹھ روپیہ تک سالانہ مقرر کیا ہے وہ بحکم عرف و عادت و ضرورت دو چند کا مستحق ہو اور (قلت رشتہ داران کے سبب) آمدنی مین اسکی گنجایش ہو۔ ایسی حالت مین شریعت تو اس شخص کو دو چند گذارہ دلاتی ہے۔ اور آپ کی تجویز و تحدید اسکو منع کرتی ہے۔ اسیطرح اور تحدیدات و تقسیمات مقررہ خباب کا خلاف شریعت ہونا متصور ہے۔

ان شروط و لوازم شمشکانہ کی اس وقف مین نہ پائے جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس وقف مصنوعی کو صدقہ فی سبیل اللہ مانا جاوے تو بھی یہہ وقف شرعی نہین ہو سکتا ہے۔

پس بشہادت تین وجہ ثابت ہوا کہ یہہ وقف مصنوعی خباب وہ وقف نہین ہے جسکا عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ذکر ہے۔ اس سے ہماری دعوی اول کا ثبوت ہوا جس سے خبر دعوی خباب کا ابطال ہوا۔ اور ابطال امر سیوم اتمام کو پہونچا۔ اور ان تینون امور کے ابطال سے مجملہ مطالب تحریر خباب کا جواب ادا ہوا۔ ولہ الحمد۔

اس جواب مین اون مفاسد و نقصانون کا بیان ہوا ہے جو مذہب کی نظر سے اس وقف مصنوعی مین مشاہدہ ہوتے ہین اب وہ نقص و مفاسد بیان کئے جاتے ہین جو بنظر آئین سلطنت و اصول ریاست اس مین دکھائی دیتے ہین۔

بیان نقائص و مفاسد وقف بنظر اصول سلطنت

قدرتی و مذہبی آزادی کو قائم رکھنا سلطنت کے عام اصولون سے ہے۔ اور اس آزادی کو روکنا اصول سلطنت کے برخلاف۔ اسی نظر سے آجتک سلطنت کی مذہب مین دست اندازی نہین ہوئی۔ اور اگر کسی موقع پر ہوئی ہے تو کسی ملکی یا عام ضرورت کے لئے ہوئی ہے۔ اور اس قانون مین بلا ضرورت اس آزادی کا روکنا اور مذہب مین دست اندازی کرنا تجویز کیا گیا ہے

حکم وراثت مذہبی رسوم سے ایک عظیم الشان رسم ہے جسمین وارثو کو مورث کی وراثت پانی اور اپنے عام تصرف مین لانے کی اجازت و آزادی ہے۔ **اور وقف** ایک خاص عبادت ہے جسمین سوائے ان قیود کے جو شرع کیطرف سے مقرر ہین) اور وجوہ تولیہ و تقسیم آمدنی مین اہل اسلام کو اختیارات حاصل ہین اور یہہ قانون (اس قدر جائیداد کی نسبت جو اسکے متعلق کیجاوے) وراثت کو تو بالکل ہی ممنوع و نابود کرتا ہے۔ اور وقف مین شرعی بندشون کی برخلاف گورنمنٹی ایکٹون کی بندشین لگاکر اہل اسلام کی آزادی مذہبی کو باطل کرتا ہے۔

اسکی **مثال** یہہ ہے کہ گورنمنٹ مسلمانون کو عام مسجدون مین پانچون وقت نماز پڑہنے سے روک دی۔ اور بجائے اسکے خاص ایک وقت مین کسی چرچ یا کمیٹی گہر مین نماز پڑہنے کا حکم دے یا ہر سال حج کرنے سے منع کرے اور کسی خاص سال مین سوائے کعبہ کے دوسری جگہہ بھیجنے کا حکم دے سوائے اسکے کہ مسلمانون کی پانچ وقت مسجدون مین نماز پڑہنے۔ اور ہر سال کعبہ کے حج کرنے مین کوئی نقصان ملکی یا ضرورت عام دیکھے۔

اسکا **نتیجہ** یہہ ہوگا کہ عام لوگون کو گورنمنٹ کی نسبت یہہ خیال پیدا ہوگا کہ گورنمنٹ اب ہماری آزادی مذہبی کو اٹھانا چاہتی ہے۔ اور ہمارے مذہب مین دست اندازی کرنے لگی ہے۔ آج ہماری

ورثت کو باطل کیا۔ اور وقف مین دخل دیا ہے رفتہ رفتہ نماز روزہ وحج وزکوۃ مین
گورنمنٹ کا دخل ہو جائیگا۔ اور یہہ خیال بہت سے خللون کا سبب ومنشا رہوگا۔
چونکہ مین گورنمنٹ کا ایک سچا خیرخواہ اور دلی وفادر ہون اسلئے بنظر برات گورنمنٹ اور
خیال عام سے اسبات کا اظہار کرتا ہون اور اپنے دور اندیش ودقیقہ رس گورنمنٹ سے
امید رکھتا ہون کہ اس قانونکو منظور نفرماویگی اور خیال دست اندازی مذہبی کا محل نہوگا
اسکے مقابلہ مین یہہ خیال نکیا جاوے کہ مسئلہ وقف جو اس قانون مین مذکور ہے عین مذہب
اسلام کے موافق ہے پس اسکے مطابق حکم جاری کرنا عین موافقت وتائید اسلام ہے نہ
دست اندازی بے جا۔

اور نیز جب مسلمانون کا ایک معزز متخص بشمول جماعت اس مسودہ قانون کو پیش کرتا ہے
اور اسمین دست اندازی کا خواستگار ہے تو یہہ گورنمنٹ کی طرف سے دست اندازی نہین
ہے اسلئے کہ جن قیود وشرائط سے اس مسودہ مین مسئلہ وقف بیان کیا گیا۔ ان قیود وشرائط
کا مذہب اسلام مین نام ونشان نہین ہے۔ لہذا بنظر ان قیود کے کہا جا سکتا ہے کہ یہہ مسئلہ
وقف مسئلہ اسلام نہین ہے۔ چنانچہ اسکا کامل ثبوت بضمن مذہبی بحث کے گذر چکا ہے۔ او
جن لوگون نے اس مسودہ وقف کو گورنمنٹ مین پیش کرکے منظوری کی درخواست کی ہے
وہ کل مسلمانونکی معتمد ومختار نہین ہین۔ بلکہ اس جماعت کے سرگروہ انرابل سید احمد خانصاحب
بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کے اسلام مین اکثر اہل اسلام کو تردد وشک ہے۔ پھر انکی درخواست
کل مسلمانون کیطرف سے درخواست کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس درخواست کی نظیر یہہ ہے کہ
چند کسان ازراہ نقش مسلمان جو نیچریسٹ کہلاتے ہین اور نماز روزہ کے بندشونکو
تکلیف سمجھتے ہین بلکر گورنمنٹ سے درخواست کرین کہ گورنمنٹ عام مسلمانون کے لئے
ایسا قانون تجویز کردے جسمین نماز کی نسبت یہہ حکم ہو کہ پانچون نمازونکو ایک وقت پڑھ
لیا جاوے اور عدد رکعات مین بھی تخفیف کیجاوے اور روزہ مین بھی یہہ آرڈر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

آرڈر جاری کری کہ موسم گرما کی روزی سرویونمین رکھہ لئے جاوین - اور اس درخواست مین یہہ عذرات پیش کرین کہ پانچ وقت نماز پڑہنے مین مسلمانون کا حرج اوقات متصور ہے - جس سے انکے امور معاشرت مین فتور و قصور واقع ہونے کا احتمال ہے اور گرمیون مین روزہ رکھنے مین ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہے - پھر کیا یہہ درخواست کل مسلمانون کی طرف سے درخواست متصور ہوگی؟ - وبناءً علیہ تقرر اوقات و مقدار نماز و روزہ مین گورنمنٹ کی دست اندازی جایز خیال کیجاویگی؟ - ہرگز نہین اور ایک **دلیل کامل** اس درخواست کی بے اعتباری پر یہہ بھی ہے کہ یہہ درخواست تو چند اشخاص کیطرف سے ہے اور اسکی تاثیر عام مسلمانون پر (جنکی رضامندی اس درخواست سے ممکن نہین) ہونے والی ہے -

اسکی درخواست تو انر ایبل سید احمد خانصاحب اور انکے ہم خیال چند اشخاص کیطرف سے ہے - اور اسکا اثر تمام اون مسلمانون پر ہونے والا ہے جو اس قانون کے ماتحت شدہ اموال کے مستحق ہونگے - پھر اس قانون کی تاثیر سے جبراً محروم کئے جاوینگے - جنکی کوئی تعداد و تحدید نہین ہے بلکہ تا قیام سلطنت انگلشیہ نسلاً بعد نسلٍ جو لوگ اولاد وقف کنندگان سے ہونگے وہ سبھی مجبوراً اس تاثیر کے محل ہونگے - ایسی حالت مین کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ یہہ درخواست اون سب ہزارون بلکہ لاکھون مستحقین کیطرف سے ہے -

اس **دلیل کی صحت** گورنمنٹ کے نزدیک بھی مسلم ہے اور ایک قانون گورنمنٹ کی اسپر بنا ہے بنا بر رواج حقیت جدی قوم ہنود مین (اور اون اہل اسلام مین جو رواج ہنود کی تابع ہون) گورنمنٹ کا قانون ہے کہ اسکو کوئی شخص منتقل نہین کرسکتا اگر کوئی ایسی درخواست گورنمنٹ مین کرے جسمین تجویز انتقال پائی جاوے تو اسکی درخواست منظور نہین ہوتی ہے اسکی یہی وجہ ہے کہ اگرچہ صاحب جایداد اپنی خوشی سے اپنے مال مقبوض مین تصرف کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ اس تصرف کا اثر اون اشخاص پر پہونچتا ہے جو اس مال مین حق رکھتے ہین اور اسکے تصرف کو پسند نہین کرتے اسلئے اسکی درخواست اون اشخاص کیطرف سے درخواست و اجازت نہین سمجھی

جاتی - بخیال حق تلفی اون اشخاص کی قبول نہین ہوتی -

ایسا ہی اس قانون کی نسبت خیال کرنا چاہیے کہ گو یہہ قانون حسب درخواست چند اشخاص کے تجویز کیا جاتا ہے پھر جو حصہ اراضی و اموال اس قانون کی ماتحت کیا جاویگا وہ بھی مالکون کی خواہش و درخواست سے ہوگا مگر چونکہ اسکی تاثیر اون لاکھون اشخاص پر ہونے والی ہے جو اس درخواست کی خواستگار نہین ہین - اور بحکم مذہب اسمین انکی حق تلفی ہے اسلئے انکی نسبت یہہ قانون مبطل آزادی و مثبت دست اندازی ہے -

پنجاب مین جو بیٹون کو وراثت دلائی نہین جاتی اور یہہ ایک قسم کی وراثت اسمین دست اندازی ہے تو اسکا سبب و منشا رواج عام ہے جو بحکم اصول سلطنت ضرورت عام پر مبنی ہونے سے واجب الالتحاظ ہے - ایسی ضرورت اس قانون کی تجویز مین متحقق نہین ہے بلکہ رواج عام اس قانون کے برخلاف وراثت کے قایم رکھنے کا مقتضی ہے - ان وجوہات کی نظر سے اس قانون کا تجویز ہونا مناسب نہین ہے آیندہ گورنمنٹ کو رعایا پر کل اختیار ہے -

اسباب مین میرے ایک معزز دوست وکیل نے قانونی بحث بھی کی ہے - جو بعینہ نقل کیجاتی ہے

قانونی نقص مسودہ وقف

(۱) ابتک مقدمات نہوے اور اہل اسلام مین قانون یہہ ہے کہ انکے مقدمات بموجب انکی شرع کے فیصلہ پاتے ہین - الا فریق مخالف کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ عذر کرے کہ رواج برخلاف اسکی شرع کے ہے تب اگر رواج کو فوقیت ہو عمل شرع پر نہین ہوتا رواج پر حکم دیا جاتا ہے جیسا کہ پنجاب مین ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء اور دیگر ممالک مین اور قانون -

چونکہ یہہ مسودہ بطور قانون مختص الامر مرتب ہوتا ہے اسلئے اسمین رواج کا لحاظ کرنے نکرنے کا ذکر ضرور تھا مگر اسمین کسی جگہہ یہہ ذکر درج نہین ہوا کہ رواج برخلاف اسکے جایز رہیگا یا نہین - اسوقت کوئی شخص جایداد وقف کردے جیسا کہ اسکو بموجب شرع کے اختیار ہے - وارث اسکا دعوی دار ہوسکتا ہے کہ وہ وقف منسوخ کیا جاوے - جب یہہ رواج قدیم اور برخلاف خاندان

ثابت ہوگا تب عمل رواج پر ہوگا۔ لیکن اس مسودہ سے رواج جسکی تعظیم لازم ہے اور اسمین اسکا ذکر نہین ہے بیکار ہو جاویگا۔

(۲) سرکار نے جہان برخلاف شرع کے قانون جاری کیا ہے وہان مسئلہ شرع برخلاف مصلحت عامہ اور برخلاف انتظام ملک کے تہا تب دخل دیا۔ جیسا کہ ایکٹ ۱۸۴۱ء کہ ترک مذہب سے کوئی شخص وراثت سے خارج نہین ہوسکتا۔ یا ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۶ء جسکے رو سے اہل ہنود کو ازدواج مکرر کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر اس مسئلہ وقف مین کوئی ضرورت قانونی نہین ہے۔

(۳) نہایت قباحت اس مسودہ مین یہہ ہے کہ جسمین یہہ بھی جایز رکھا گیا ہے جو شخص چاہے بموجب شرع محمدی وقف کے مسایل پر عمل کرے اور یہہ بھی جایز رکھا ہے کہ جو کوئی چاہے بموجب اس مسودہ کے عمل کرے۔ پس ایک مسئلہ مین اکثر طبقہ خلائق کو پابند شرع رکھنا اور بعض کو پابند قانون رکھنا گویا اہل اسلام کو یہہ جتانا ہے کہ مذہب مین قانون کا دخل ہوتا ہے اور آیندہ ہوگا یہہ فساد کی بات ہے۔

اور چند نقص اس مسودہ مین اور بھی ہین۔ جنکی تفصیل کیجاتی ہے۔

الف مسودہ مین صرف تعریف وقف شرع سے اخذ کی گئی ہے۔ باقی اصول کچھہ بموجب ایکٹ ۱۰ ۱۸۶۵ء جو قانون وراثت انگریزان ہے اور کچھہ دیگر ایکٹ اور کچھہ عقلی اصول لئے ہین۔ مسایل وقف شرع مین پورے درج ہین کسی قانون کی اسمین ضرورت نہین ہے۔

ب۔ جب اس قانون کی دفعہ ۱۷ مین وقف کنندہ کو خیال قید سے آزادی دی گئی ہے اور بصورت مقروض ہو جانے کے گذارہ اسکا ملنا واجب ٹہرایا گیا تو ممکن ہے کہ کوئی صاحب جایداد عیاش فضول خرچ ہو اور بہت سا قرضہ اوٹہالے آخرکار جایداد کو وقف کردے۔ قرض خواہان کو بعد وضع مالگذار و گذارہ مقروض منافع سے حصہ رسدی ملیگا۔ شاید بعض اوقات بیس سال یا زیادہ تک روپیہ نہ مل سکے۔ اسمین حق تلفی قرض خواہان ہے۔

ج۔ یہہ قاعدہ کہ جو درجہ مین اقرب اور عمر مین بڑا ہو جانشین ہو جاوے نہایت خراب ہے

شائد نالایق یا بد چلن یا لامذہب ہو اور مرتد ہو۔

مقام لاہور ——— محمد اسمٰعیل وکیل

اور رسالہ مین نامی اخارون کے مغرز ایڈیٹرون کی بھی یہی رائے ہی کہ یہہ مسودہ بلا ضرورت (جسکا وجود مذہب مین دست اندازی کے لئے شرط ہے) تجویز کیا گیا ہے۔ گویا ان ایڈیٹرون نے یہہ جتایا ہی کہ یہہ مسودہ برخلاف اصول قانون تجویز ہوا ہے۔ چنانچہ اخبار آفتاب پنجاب مسٹر فیصر و نصرت الاسلام مین یہہ رائے مرقوم ہے۔ ہم اس مقام مین صرف نصرت الاسلام کی عبارت نقل کرتے ہین جو آفتاب پنجاب و مسٹر فیصر کی عبارات پر مشتمل ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

مسودہ قانون وقف

در باب مسودہ قانون وقف اخبار **آفتاب پنجاب** مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۰ء مین جو آجکل لکھا ہی بیدار مغزان ہندوستان سب اوسی پسند کرتے ہین چنانچہ ہم بھی اوسکی نقل ذیل مین درج کرتے ہین

وہو ہذا

آجکل جناب سید احمد خان بہادر ممبر کونسل نے جو مسودہ قانون وقف اہل اسلام کے لئے وضع فرمایا ہے۔ اوسکی نسبت بنگالہ وغیرہ کے اکثر مقامات مین نہایت غل مچا ہوا ہے۔ اور بڑے بڑے تجربہ کار اور قانون دان حضرات کا قول ہے کہ یہہ مسودہ قانون بلا ضرورت اور غیر مفید بنایا گیا ہی بلکہ بجائی فائدہ کے جسکا دعوی سید احمد خانصاحب کرتے ہین۔ اولٹا نقصان اہل اسلام کو پہونچیگا اور چونکہ سید احمد خانصاحب نے اپنے خیالات نیچریہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کو اپنی طرف سے بدگمان کر رکھا ہی یہانتک کہ تمام علماء اونکے تکفیر کر چکے اور بہت کم آدمی انکو مسلمان سمجھتے ہین۔ اسوجہ سے زیادہ تر لوگ خائف ہین پس گورنمنٹ کو چاہی کہ ایسے مسودہ قانون کو ذرا سمجھ بوجھ کر پاس کرے بلکہ جب تک تمام اہل ہندوستان کے اہل علم و اہل الرائے اور کل علماء کے دستخط اوسپر نہ ہو جائین اوسوقت تک اوسکو ہرگز پاس نہونے دین اس مسودہ قانون مین بہت سے نقصان ہین جنکو وہی خوب سمجھ سکتے ہین جو قانون سے واقف ہین۔

بیچاری ہندوستان کے سید ہے مسلمان اوسکی کنہ کو کیا پہونچ سکتے ہین - صاحب مشیر قیصر تحریر فرماتے ہین کہ اسوقت تک بہت سے مضامین اس مسودہ وقف کی مخالفت مین ہمارے پاس پہونچ چکے ہین یہہ رائین ایسی طول و طویل ہین کہ ایک ایک رائے ہم اپنے اخبار کی صفحہ مین بمشکل چھاپ سکتے ہین اور چونکہ بعض رائین تمام مذہبی اعتراضات سے مملو ہین جو سید احمد خان کی مذہبی چال چلن اور طور و طریق پر ہین اس واسطے ان رایون کو ہمنے مصلحتاً نہین چھاپا - اگرچہ ہمکو چھاپنا چاہیئے تہا کیونکہ یہہ بہی تو ایک مذہبی بات ہے - مگر تاہم ہمنے خیال کیا کہ ایسے قانونی امور مین جسکا تعلق سرکار سے ہے ہمکو بہت ہوشیاری سے اوسپر اعتراض کرنا چاہیئے اگر سرکاری واسطہ نہوتا تو پہر دیکہتے کہ ہم اسکی کیسی دھجیان اوڑاتے البتہ ابتو اہل الرائے کو سمجہنا چاہیئے کہ یہہ مسودہ قانون ہے نہ تہذیب الاخلاق کا مضمون جسپر جیسے چاہو گرفت کرو - ہان اسپر تو اسی طور کا اختلاف آرا زیبا ہے جیسا کہ واجب ہے یعنے نہایت تہذیب اور قابلیت اور متانت کے ساتہہ اونکی واقعی لغزشون کو بتانا چاہیئے اور جو نقصان آئندہ اس مسودہ قانون کے اجرا سے پیدا ہونے والے ہین اونکو بہی ظاہر کرنا چاہیئے - اور جو باتین خلاف شرع شریف کے ہون وہ سب بیان ہونے چاہئین - گویا قانونی و علمی مباحثہ ہونا چاہیے - بلکہ اس موقع پر اون علماء کی رائین اور فتوی چھاپنے چاہئین جو اس رائے کے مخالف ہین پس اگر اس طور پر اعتراض و اختلاف رائے ہو تو بے تامل ہم چھاپ سکتے ہین اور باقی طعن و تشنیع کی باتین جو اونکی ذاتی معاملات سے متعلق ہین اس موقع پر اونکا لکہنا کچہہ ضرور نہین - ہان نیک نیتی سے کہین تو اتنا اظہار نامناسب بہی نہوگا کہ واضع قانون وہ شخص ہے جسکو اوسکی قوم باضابطہ خارج کر چکی ہے - مگر نہایت افسوس ہے کہ ہماری ہندوستان مین فرقہ علماء و فضلا کی حالت رائے کی ایسی نازک ہے کہ وہ ہرگز قانونی عبارت نہین سمجہہ سکتی اور عوام کو بہی اسکی کچہہ پرواہ نہین وہ اپنے حال مین گرفتار ہین پس کون ایسا عالی دماغ ہے کہ قانونی دقایق اور اوسکے ہر ایک پہلو کو نظر غور سے ملاحظہ کرکے اوس پر بلا تعصب و تشدد رائے دین اور جب یہہ بات ہے تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح چیچک کا قانون پاس ہو گیا ضرور یہ مسودہ بہی جلد پاس ہوگا اور گروہ نیچریون کا (جسکا مجتہد خود ممبر کونسل اور واضع آئین وقوانین اور سرکار کے نزدیک بحیثیت ممبری معتمد ہے) بہت جلد کامیاب ہوگا اور ملک کے خیرخواہ اور سچے دلسوز اور سچے مسلمان یون ہی اسپر پیٹتی رہ جائینگے۔ (نصرت اسلام نمبر ۱۰-۱۱ و ۱۲ جلد ۸)

راقم (ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ) کہتا ہے۔ مشیر قیصر کے افسوس وشکایت کا مینی حتی الوسع ازالہ کردیا ہی۔ اور اس قانون کے متعلق علمی وقانونی دونون طور پر بحث کی ہے۔ اب مشیر قیصر وغیرہ ایڈیٹران عقلاء و قانون دانان فضلاء و اسلامی علماء اسمین انصاف سے داد دین اور جو کچہہ مین نے لکہا ہے اسکو حق پاوین تو اسکی تائید مین اپنی اپنی رائین لکہین یہہ جو صاحب مشیر قیصر نے لکہا ہے کہ ایسے قانونی امور مین (جسکا تعلق سرکار سے ہے) ہمکو بہت ہوشیاری سے اسپر اعتراض کرنا چاہئے۔ نہائت صحیح ودرست ہے۔ اور ہمسے ایسا ہی عمل مین آیا ہے۔ ہمنے جہانتک اسپر اعتراض کیا ہے اسمین تعلق سرکار کا لحاظ فروگذاشت نہین کیا بلکہ اس اعتراض کرنے مین کمال نیک نیتی وخیرخواہی سرکار کا پورا فرض ادای کیا اور اسبات کا قصد کیا ہے کہ جیسے گورنمنٹ آجتک رعایا کو آزادی عطا کرنے مین ممتاز ہے ویسی ہی ممتاز رہے۔ اور اعتراض دست انداز مذہبی کی مورد نہ بنے۔ آئندہ انصاف اسکا گورنمنٹ پر ہے۔

سابق کارروائی علماء ورؤساء متعلق مسودہ وقف

اس مسودہ وقف کے متعلق جو اہل اسلام کیطرف سے کارروائی ہوئی ہے وہ ناظرین اخبارات پر مخفی نہین ہے اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ عدد مخالفین اس تجویز وقف کا موافقین سے بڑہکر ہے موافقین مین سے بہی جسنے اسمین توافق کیا ہے وہ انرایبل سد احمد خانصاحب کا ہم خیال

یا کسی ہمخیال کا دوست و آشنا۔ یا اپنے مذہب اسلام کے مسایل وقف وغیرہ سے ناآشنا ہی اور مخالفین جمہور اہل اسلام ہین جنکا احصا و شمار امکان سے خارج ہے۔ مین نے ماہ گذشتہ ہین ایک سفر کیا تو اس مین بہت سے علمار و فضلار سے اس وقف کا ذکر آیا۔ جسکو پایا مخالف پایا۔ اسکا موافق کوئی نظر نہ آیا۔ علمار مین سے جنہون نے اس مین اتفاق رائے ظاہر کیا ہے انکے نام اخبارات و رسایل مین درج ہین ان علمار کے اسمار سے خود ناظرین جان سکتے ہین کہ وہ علمار کس حد تک علوم دین سے واقف ہین۔ اور انرا ایل بہادر سے یا انکے مدرسہ سے انکو کیا تعلق رہے یا ب ہے۔ لہذا مین اُنکا حال بیان کرنا نہین چاہتا۔ ہان ایک بات کا اظہار اس مقام مین واجبات سے ہے سو عمل مین آتا ہے۔

علیگڈھ گزت وغیرہ پنجابی اخبارون مین دیکھا گیا ہے کہ جناب حضرت شیخ و مولانا بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اس مسئلہ وقف مین وفاق کیا ہے اسپر جناب ممدوح سے استفسار ہوا تو آپنے اپنا فتوی جو اہاب مین تحریر کیا تہا بعینہ ارسال فرمایا اسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب ممدوح نے اس مسئلہ سے توافق نہین کیا بلکہ بدلایل عدیدہ اس کو رد کیا ہے۔ پس جو اسکو توافق سمجھے تو یہ اسکی خوش فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس فتوی کے چند فقرات اس مقام مین نقل کرنا مناسب سمجھتا ہون تاکہ دامن خیال جناب ممدوح لوث موافقت وقف مخالف اسلام سے پاک ہو اور مسلمانون کو اس وقف کے مفاسد پر زیادہ آگاہی ہو

(۱) جو اس قانون مین ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکھتا ہو۔ اور عمر مین بڑا ہے اس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا۔ شرعاً اسقدر کافی نہین ہے بلکہ باوجود قرابت قریبہ اور کلان سالی کے ہوشیار دیانت دار ہونا اور مصرف وہ کار ہونا بھی ضرور چاہیے کہ وقف مین خلل و فساد واقع نہو۔ چنانچہ قولہ تعالے لاینال عہدی الظالمین اسپر شاہد ہے

(۲)۔ اور جو اس مین مذکور ہے درصورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی کی جایداد شوہر یا زوجہ کو جیسی صورت ہو ملیگی لیکن اگر

مرد متوفے کے ایک سے زائد زوجات ہون تو اس زوجہ کو ترجیح دیجائیگی جسکا اسکے ساتھہ پہلے نکاح ہوا ہو انتہے کلامہ۔ اولا محل کلام کا اسمین یہہ ہے کہ زوجات کو نان ونفقہ کی خبر گیری حسب حاجت روے ہی انکے رشتہ دارون کا ہونا نہونا برابر ہے جس جسقدر نفقہ کے زوجات کو حاجت ہوگی زوجات پائینگین بطور مدد معاش کے اوقاف مین سے اور جس جسقدر رشتہ دارون کو حاجت ہوگی ہر واحد موافق حاجت کے پائیگا اور جو کوئی رشتہ دار خواہ ذوی الفرض وعصبات وذوالارحام سے نہو تو زوجہ ایک ہو یا زائد ہون بقدر خرچ کے انکو ملیگا باقی اور مصارف فقرا مین صرف ہوگا یا جمع رہیگا آیندہ بمصارف دیگر صرف کیا جائیگا یہہ میراث مملوکہ متوفی باقی نرہے کہ بروقت عدم موجودگی وارث کے متولی سب لیلے یا زوجہ لیلے لانورث ماترکناہ صدقۃ الحدیث جیسکہ ابوبکر رض صدیق اور دیگر خلفا عمل درآمد کرتے رہے اوقاف فدک وخیبر وبنی قریظہ وغیرہ مین بعد آنحضرت صلعم کے مطابق دستور آنحضرت صلعم کے کہ جو حین حیات ہین اپنے ازواج مطہرات ونبات کو برابر دیتے رہے اور اہل حاجات کو حسب حاجت کے دیتے تہے اور ترجیح زوجہ اولی کو بہ نسبت زوجہ ثانیہ کے بہی خلاف شرع محمدی کے ہے کیونکہ آنحضرت صلعم زوجہ اولی وثانیہ وثالثہ ورابعہ وغیرہ کو برابر دیتے تہے۔ اور پہلے کو باعتبار دوسرے کے ترجیح نہین دیتے تہے۔ ہان اگر کسی زوجہ کو کچہہ خرچ زائد کی حاجت ہوئی تو بقدر حاجت زائد کے اوسکو دیتے تہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا اور جو اسمین ہے کہ جانشین متوفی کے بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد مواجب سالانہ کی اس غایت تعداد سے نصف ہوگی جس کی بیوہ کبیرہ بموجب خرد ماسبق دفعہ ندا کے مستحق ہوتے یہہ قانون مطابق شرع کے نہین بلکہ بطور مدد معاش حسب حاجت کے دونون کو دینا چاہیے اگر دونون حاجت مین مساوی ہین تو برابر دینا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلعم اوقاف مین سے ہر زوجہ رض کو نفقہ برابر عطا فرماتے تہے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ سے واضح ہوتا ہے۔ یہہ چند فقرات فتوی جناب ممدوح کے منقول ہوئی ہین

ناظرین ان فقرات کو بغور ملاحظہ فرماکر داد دین کہ آیا جناب ممدوح نے اس فتوی مین وقف مصنوعی جناب کو رد کیا ہی یا اسمین توافق رائے کا اظہار کیا ہے - ہان اس فتوی کے شروع مین ایک فقرہ یہہ بہی مرقوم ہے کہ "نفس وقف لنفسہ ولنسلہ ولاہلہ محل کلام نہین ہے" شائد اس فقرہ کو توافق خیال کیا گیا ہے مگر یہہ کمال غلط فہمی ہے - نفس مسئلہ وقف لنفسہ ولاہلہ مین تو ہمکو بہی کلام نہین ہے - اور نہ کسی اور مسلمان اہل علم کو - سب کوئی جانتا ہے کہ مسئلہ وقف اقارب کتب حدیث وفقہ مین آچکا ہے - **کلام** تو اسمین ہے کہ جو شرطین ولوازم وقف شرعی کے لئے ہین وہ اس وقف مصنوعی مین متحقق ہین یا نہین - سو جناب شیخنا ومولانے خوب مفصل ومدلل بیان فرمادیا ہے کہ جو وقف شرعی کے شروط ولوازم ہین وہ اس وقف مین متحقق نہین ہین - اسلئے یہہ وقف وہ وقف نہین جسکی صحت وجواز مین ہمکو کلام نہین -

اب اگر کوئی اس تفصیلی کلام مولانا کو خیال مین نہ لاوے اور صرف اس اجمالی فقرہ کو دست آویز بناکر اس سے اس وقف کا (جسکے احکام ولوازم وشروط ایکٹ ۱۰ سنہ ۶۵ وایکٹ ۱ سنہ ۶۹ وغیرہ ایکٹ ہا گورنمنٹ انگریزی کے مطابق ہین نہ شرع محمدی کے) جواز نکال لے تو یہہ وہی بات ہے جو کسی عقلمند سے ظہور مین آچکی ہے کہ قرآن مجید سے جزو آیۃ لا تقربوا الصلوۃ کو دست آویز بناکر نماز کو ترک کر دیا اور لحاظ قید وانتم سکاری کو مسلمانون کا حصہ سمجہکر چہوڑ دیا - **بالجملہ** کوئی عالم فقیہ یا محدث ہندوستان یا پنجاب کا اس وقف مصنوعی کی تجویز مین خانصاحب بہادر سے متفق الرائے نہین ہے - جو عالم اسمین متفق ہوئے ہین وہ اسی قسم سے ہین جنکا حال مجملاً جتایا گیا ہے یہہ کارروائی علماء کا بیان ہے - اور جو سوائے انکے رؤسا وشرفاء سے اس وقف کے متعلق کارروائی ہوئی ہے سو بہی کارروائی علماء کی مانند ہے - رئیسون وشریفون مین سے بہی تہوڑے ہی لوگ اس مسودہ کی تجویز مین متفق ہوئے ہین - اور اسکی مخالف موافقین سے بڑہکر فتویہ بہار مین ہزارون شریفون اور معززون نے اپنے مخالفۃ رائے کا اظہار کیا ہے اور اسباب مین ایک محضر نامہ تیار کرکے گورنمنٹ مین پیش کر دیا ہے - اور جنہون نے توافق کیا ہے سید احمد خانصاحب بہادر کی ہم خیالی یا انکے ہم

خیالون کے لحاظ دوستی یا مسایل مذہبی سے ناآشنائی کے سبب کیا ہے یہہ امر اہل پنجاب کے
توافق مین تو ہمنے مشاہدہ کرلیا ہے اسی قیاس پر دوسری جگہہ کے موافقین کا حال خیال کیا جاتا ہے

نتیجہ

ان تمام مسایل مذہبی - واصول سلطنتی - ومباحث قانونی وخیالات جمہوری کے اظہار
وبیان سے مقصود ومطلوب یہہ ہے کہ علماء دین ورؤسار مسلمین ان مسایل ومباحث پر
غور وتامل کو مصروف فرماوین پس اگر انکو صحیح پاوین تو جمہوری اتفاق کے ساتھہ جابجا
محضر نامے متضمن درخواست نامنظوری تیار کرین اور رؤسار صوبہ بہار کی طرح گورنمنٹ مین
پیش کرین اور جو صاحب خود اسبات کا اہتمام نہ کرسکین وہ اس مضمون کی تحریرین کہ
بنظر مسایل مذہبی ومصالح ملکی جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۴ جلد ۳ مین بہ تشریح بیان ہوے
ہین ہم لوگ اس قانون کا تجویز ہونا پسند نہین کرتے ہینے نواح کے علماء ورؤسار
سے مصدق ومسجل ہو اہیر کرا کر راقم کے پاس بھیجدین - یہان سے ان سب تحریرات کو
یکجا کرکے گورنمنٹ مین پیش کیا جاویگا اور خیر خواہی مذہب وریاست کا پورا حق
ادا ہوگا - پس اگر گورنمنٹ نے ہم مسلمانون کی درخواست کو ملحوظ فرماکر اس تجویز قانون کو
منظور نکیا تو مدعا حاصل ہوا - اور اگر یہہ قانون بہرحال پاس ہوگیا تو پھر رؤسار متعلقہ
دین وپیروان شریعت سید المرسلین اپنی جایدادون کو اس قانون وقف کے ماتحت
نکرین - اور اپنی آزادی مذہبی کو اس قانون کی پابندی سے ہاتھہ سے ندیدین اس امر کی
اس قانون نے خود اجازت دی ہے - چنانچہ انرایبل بہادر نے مضمون تدبیر مین خود
اسبات کی اجازت دی ہے - اور دفعہ سیوم قانون کی اسمین اسطرح تشریح کی ہے کہ جو
شخص چاہے اپنی جایداد کو اس قانون کے متعلق کردے اور جو چاہے وقف خاندانی
مطابق شرع محمدی کے کرے کسی پر کچھہ جبر نہین ہے - اصل عبارت خباب یہہ ہے -
دفعہ ۳ - ہر عاقل بالغ مسلمان مجاز ہوگا کہ اپنی جایداد کو جواز قسم زمینداری یا معافی

دوامی ہو یا اس مین سے کسیقدر کو اس قانون کے ماتحت کر دے بشرطیکہ -

۱- جایداد کلیۃً اور خالصتاً اسی کی ہو اور محض اسی کے خالص قبضہ مالکانہ مین ہو اور کلکٹری کے دفتر مین اسی کے نام پر مندرج ہو -

۲- جایداد مذکورہ ایک یا زیادہ محالات پر مشتمل ہو -

۳- جایداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہو -

۴- جایداد مذکور کے ذمہ سرکاری مالگذاری باقی نہو -

۵- جایداد مذکور کی سالانہ لگاسی دس ہزار روپیہ سے کم ہو -

اس دفعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص خواہ نخواہ اس قانون کی تعمیل پر مجبور نہوگا بلکہ جو شخص کہ چاہے کہ اسکی جایداد ہمیشہ کو محفوظ رہے اسکو اختیار رہوگا کہ اپنی ریاست کو اس قانون کے متعلق کر دے +

بلا لحاظ اس قانون کے جو مسئلہ وقف خاندانی کا مسلمانون مین ہے اسکے مطابق ہی جایداد کے وقف کرنے کا کچھ امتناع اس قانون سے نہوگا مگر جو خاص رعایتین اس قانون مین کئے گئے ہین وہ اسی جایداد سے متعلق ہونگے جو اس قانون کے ماتحت کئے گئے ہونگے + تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ صفحہ ۵۱ و ۵۲ -

اطلاع

یہہ اوراق بعد الطبع مطالعہ مین آئے تو انمین چند اغلاط معلوم ہوئی از انجملہ جو سخت اغلاط ہے ناظرین کو جتائے جاتے باقیماندہ کو ناظرین خود درست کرین -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۷	کہا گیا	کہا گیا
۷۵	۹	بلا لحاظ و پابندی	بلا لحاظ پابندی -
۸۰	۳	وجہ قرابت	وجہ قرابت کو رد نکلے -
۸۳	۷	کرتے ہو	کرتے ہوئے
//	۱۷	وہ ہمیشہ	وہ جو ہمیشہ -
۸۵	۱۹	سفینہ	سفیہ

لوکل

سفر

سفر ماہ اپریل مین جسکا ذکر پہلے کر چکا ہون دو امر عجیب مشاہدہ مین آئے جسکا بیان موجب عبرت و ہدایت سمجھا گیا ہے۔

اول ۷ اپریل کو بارہ بجے دن کے مین دہلی پہونچا چونکہ ورود دہلی سے صرف حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی زیارت اور جناب ممدوح سے بعض مسائل دینی کا استفادہ مطلوب تہا اسلئے انہی کی خدمت مین ٹہرا رہا۔ اور بسبب قلت فرصت اور جلدی سفر کی اور کسی دوست سے نہ ملسکا۔ اور اسی دن شام کی ٹرین مین الہ باد وغیرہ کیطرف روانہ ہوا۔

میری روانگی سے دوسرے دن ہمارے قدیمی حریفون مقلدین دہلی نے باوجود علم اسبات کے کہ وہ شخص دہلی سے روانہ الہ باد ہو گیا ہے۔ ایک اشتہار چھپوا دیا جسکا خلاصہ یہہ ہے۔

اشتہار

مولوی محمد حسین بٹالوی ثم اللاہوری جو وارد حال دہلی ہین تقریری مناظرہ کی لئے کوئی جگہہ اور تاریخ مقرر فرماوین اور اپنے معتقدات خلافیہ کو کہ جنکو لاہور مین خلاف اہل حق چھاپ چھاپ کے شائع فرماتے اور ہل من مناظرہ کا نقارہ بجاتے ہین ہمارے روبرو دلایل سے ثابت کر دین اور ہمارے اعتراضات کو اوٹھاوین تاکہ سب اہل مجلس حق و ناحق جان لیوین۔

اب اگر یہہ اشتہار سنکر مولوی صاحب کوئی بہانہ بناکر چلے جاوین تو ہمسے خرچ ریل طلب فرماکر پہر لاہور سے دہلی مین تشریف لاوین یا ہمکو خرچ ریل بہیجکر لاہور مین بلائین۔

المشتہر

محمد عبد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب و محمد عبد الحق مدرس مدرسہ فتح پوری۔

اور جب مین سفر سے واپس ہوا تو جیل پور سے لاہور تک کا ٹکٹ لیا راستہ مین گاڑی کو جو جو پہونچکر وقفہ ہو گیا تو غازی آبادی مین بعد روانگی میل ٹرین پنجاب کے پہونچا وہان دو گھنٹے مکسڈ ٹرین کے لئے پانچ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا

اسلئے پہر ایک دفعہ شیخنا المجدد وغیرہ احباب کے
زیارت کو دل چاہے۔ وہ نسے ایک پنجاب
میل ٹرین پر سوار ہو کر ٹھیک دس بجے دہلی
پہنچا اور وہان سے پہر ایک بجے † سوار ہو کر عازی
آباد واپس آیا۔ اس تین گھنٹہ مین کئی دوستون
سے ملا اور کئی جگہہ پہر اغرض اور گھنٹہ کسی جگہہ
نہین ٹہرا۔ اس اثنا رمین میری عین سوار
ہونے کیوقت پہر حضرات مقلدین کا پیام پہنچا کہ
ہمسے گفتگو کرکے جاؤ اسوقت مینے یہہ جواب دیا
کہ آپکے اشتہار مین صاف مندرج ہی کہ اگر چلے جاؤ
تو ہمسے خرچ ریل طلب فرماکر پہر ہمسے دہلی
مین تشریف لاوین یا ہمکو خرچ ریل بہیجکر لاہور
مین بلائین۔ بالفعل مین اسپر عمل کرتا ہون
اور سر دست ٹہر نہین سکتا۔ پہر اُن حضرات نے
اپنے اس مضمون اشتہار کو بہی قبول نہ فرمایا
اور دہلی مین یہہ مشتہر کردیا کہ وہ شخص مباحثہ سے
گریز کرکے لاہور چلا گیا ہے۔ اور رسالہ کو
اکمل الاخبار دہلی مین بہی درج کرادیا۔ اب
مین انکے اشتہار کا پوست کندہ جواب بدفعات
ذیل دیتا ہون۔

(۱) اولاً جس حالت مین کہ عرصہ ایک سال سے
مین نے مقلدین کا خطاب چہوڑکر حضرات
نیچریہ کا معارضہ شروع کر رکہا ہے جسمین آپ
اور مقلدین دونون فریق کے مسایل مسلمہ
کی نصرت وحمایت متحقق ہے مقلدین کو مجہہ سے
الجہنا مناسب نہین۔ ہم اور مقلدین باوجودیکہ
مسائل فرعیہ عملیات مین باہم مختلف ہین تاہم اصول
اعتقادیات مین متفق ہین۔ اور نیچریہ اصول
وفروع دونون مین ہم دونون فریق کے مخالف
ہین ایسی حالت مین ہم دونون فریق کو مناسب ہے
کہ باہمی فروعی جہگڑے چہوڑکر ان مخالفین کی
تحریراً وتقریراً خبر لین۔ نہ یہہ کہ آپسمین
خانہ جنگی کرین افسوس ان حضرات نے مضمون
صفحہ ۳ شاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ ملاحظہ نہین
کیا یا دیدہ ودانستہ اسکا خلاف کیا ہے بہر
اگر بہر حال آپس ہی مین لڑنا جہگڑنا مناسب ہے
اور تقلید مذاہب فرعیہ کا یہی خاصہ ہے تو
پہر یہہ سوچنا چاہیے کہ گفتگو کا یہہ کونسا
موقعہ ہی کہ ایک شخص کسی ضرورت سے
اپنے راستہ چلا جاتا ہے اور دوسرا اسکو
چہوڑکر یہہ دعوی کرتا ہے کہ اپنے ضروری
کام چہوڑدو اور مجہہ سے بحث کرنے کو چہہر

† اس تفاصیل کے ذکر کرنے سے اپنی عدم فرصتی اور استعجال سفر کا بیان مقصود ہی اور ایسی حالت مین مقلدین کے سوال مباحثہ کے بے موقع ہونے کا اظہار مطلوب ہے یہہ تفصیل محض عبث نہین ہے۔

لگا بیٹھو - اسمین مین منصفین و مہذبین حنفیہ ہی سے داد چاہتا ہون

(۲) اس اشتہار مین یہہ بہی مندرج ہی کہ ہم کو خرچ ریل پہنچکر لاہور مین بلاوین - پس مین اسکی موافق عمل کرتا ہون اور آپکو مباحثہ کرنے کی لئے لاہور مین تشریف لانے کی اجازت دیتا ہون خرچ آپ دونون صاحبونکا معہ ایک دو خادمونکی میرے ذمہ ہے جس تاریخ روانگی کا ارادہ کرین اس تاریخ سی مجہی اطلاع دین تاکہ مین اُس تاریخ لاہور مین حاضر رہون اور آپکی لئی خرچ روانہ کرون اور اگر آپکو کمال استعجال ہو اور تاریخ مقرر کرنیکی فرصت نہو تو جسدن چاہین چار آدمی کا سفر خرچ میرے معزز دوست میان محمد عبد العزیز صاحب خلف رشید حاجی علی جان صاحب علاقہ بند ساکن دہلی سے وصول فرماوین اور میری اس تحریر کو بمنزلہ ہنڈوی یا پرامیسری نوٹ کے تصور فرماوین - مگر جب لاہور مین آوین تو میری مہمان رہین اور میرے بہی مکان پر جتنے روز چاہین دوستانہ گفتگو کرتے رہین - اور اگر یہہ امر پسند خاطر نہو اور مخاصمانہ بحث مد نظر ہو اور لاہور مین پہنچکر دوسری جگہہ اکہاڑا لگا کر نقارہ ہل من مبارز کا بجانا منظور ہو تو اون شروط کی پابندی کرنے پڑیگی جنکی تفصیل تتمہ نمبر اول اخبار سفیر ہندوستان امرتسر مطبوعہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۷ء مین مندرج ہوکر شایع ہو چکی ہے اور انکا خلاصہ یہہ ہے جو دفعہ سوم مین آتا ہے -

(۳) شروط مناظرہ یہ ہین الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتی ہین ہمکو پولیس کی مدد دی اور شور و فساد سے مجلس مین امن ہے رجہ تک یہہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا -

(ب) اس عام مجلس کے حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو ثقہ نہین نہ عزت کا خوف رکہتی ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتی اس جلسہ مین شامل نہونے پاوین

(ج) فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکی سکوت کو سب اپنا سکوت و الزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہجاوے تو پہر دوسرے شخص کو اس شرط سی پیش کرین -

(د) کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل نہ دی نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً -

(ہ) کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نہ کری نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے -

(و) جو کچہہ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوی پہر تقریر مین تا اختتام کلام ایک فریق کی دوسرا شخص لب نہ ہلاوے -

(ز) اثنار گفتگو مین بحث مقصود سے خروج نہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا موقوف علیہ ہو تو اسکو قبل از بحث طی کر لیا جاوے

(ح) مسائل مبحوثہ مقرر کئی جاوین پہر قبل اختتام بحث ان مسائل کی فریقین دوسری طرف نہ جاوین -

(ط) جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچی تو تحریرات

طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین پہر جو منصف صاحب حسب روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کی فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین۔

(۱) جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم و پنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہو۔ اور یہہ بات بطور اقرار نامہ فریقین سے لکہوائی جاوے۔ ان شروط مین جو شروط بیجا ہو اسکو ناظرین منصفین نکال دین اور اگر سب صحیح ہون تو فریق ثانی کو ان شروط کا پابند کرین ہم ان شروط خصوصاً شرط انتظام کو نہایت ضروری سمجہتے ہین اور شور و فساد سے امن کا لحاظ نہایت ضروری جانتے ہین اور اسمین منشاء گورنمنٹ کی جسکی ظل حمایت مین ہم مذہبی مباحثہ امن و آزادی سے کر سکتے ہین رعایت بہی مد نظر رکہتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بخوف فتنہ و فساد کبہی کسی سے عام مجلس مین مباحثہ کرنیکو مستعد نہین ہوے اور نہ اس امر کو دل سے پسند کرتے ہین۔

(۴) اس جواب کے جواب مین جو کچہہ مخاطبین کہنا چاہین وہ بذریعہ تحریر ہمارے پاس ارسال فرماوین یا کسی نامی اخبار مین درج کرا کر اسکی ایک کاپی ہمارے پاس بہیجدین۔

امر دوم جو اس سفر مین مشاہدہ مین آیا یہہ ہے کہ دہلی مین حضرت جناب شیخنا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی اتباع و احباب نے تعلیم ترجمہ قرآن شریف کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا ہے جسمین ایک سو کئی لڑکے ترجمہ قرآن شریف کی تعلیم پاتے ہین۔

مہتممان مدرسہ مولوی عبد المجید صاحب و محبی میان محمد عبد العزیز صاحب نے اون لڑکون مین سے دو لڑکے میرے سامنے پیش کئے انمین ایک نے (جو تخمیناً سات یا آٹہہ برس کا ہوگا) مجہے سورہ فاتحہ کا ترجمہ سنایا دوسرے نے (جو تخمیناً دس یا گیارہ برس کا ہوگا) سورۃ القدر کا ترجمہ سنایا دونون نے شان نزول و توجیہات معانی آیات و تطبیق تفاسیر مختلفہ و مسائل فقہیہ آیات کو اس تفصیل و خوش بیانی سے ادا کیا جیسے کوئی فاضل چہل سالہ بیان کرتا ہے۔ اگرچہ اس بیان و الفاظ کی معانی کا اصلی اور پورا نقشہ انکی لوح دل پر نہوگا۔ مگر زمانہ کمال تمیز و شعور مین یہہ بیان اپنا پورا اثر دکہائیگا۔ اگر یہہ مدرسہ اسی طرح جاری رہے تو انشاء اللہ تعالے چند روز مین مقصد قرآن جو آجتک عام مسلمانون پر مخفی ہے کس و ناکس پر ظاہر ہو جاویگا۔

مگر افسوس اس مدرسہ کا سرمایہ آمدنی بہت ہی کم ہے اس امر کے ذکر سے میرا مقصود یہہ ہے کہ پیروان دین و متبعان سنت سید المرسلین اس مدرسہ کی اعانت کو اپنا فرض سمجہین اور کس و ناکس جگہہ جگہہ سے حسب حیثیت خود اس مدرسہ کے لئے ماہوار یا سالانہ مقرر کرے اسکی اجر کی تفصیل کی اس پرچہ مین گنجائش نہین ہے۔

التماس

سنہ رواں سے چار مہینے گذر چکے ہین اکثر صاحبان موضع ذیل نے قیمت پرچہ ارسال نہین فرمائی۔

نادہندگان کا ذکر نہین۔ انکا تو نام ہی خارج از دفتر ہے ہمارے قدیمی معاونین (جو پیشگی سالانہ بہیجدیا کرتے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور سہ ماہی گذر جانے پر تو کبھی مطالبہ کے منتظر نہ رہتے) کو کیا خیال پیدا ہو گیا ہے کیا انہون نے پرچہ کی توقف دو ماہ سے موقوفی پرچہ کا گمان کر لیا۔ یا اس توقف کے بدلے توقف کیا بہرحال اب عنایات سابقہ کو مبذول فرماوین اور بفور ملاحظہ اس شکایت دوستانہ کی زر باقیات بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماوین اور دوبارہ یاد دہانی کے منتظر نہ ہین۔ دو مہینے تک آمدنی کی توقف کے سبب روپیہ کی ضرورت ہے

اسماء مواضع سکونت ان حضرات کی یہہ ہین امرتسر۔ آری اٹھور۔ بنارس۔ بمبئی۔ پٹیالہ۔ جبلپور۔ دہلی۔ دیرہ دون۔ دبکا۔ راولپنڈی۔ روپڑ۔ راونڈ۔ سلطانپور۔ عظیم آباد پٹنہ۔ علی پور۔ فتح پور۔ کوٹلہ مالیر۔ کرانچی بندر۔ کیڑی۔ کوچی۔ لدھیانہ۔ مظفر گڈھ۔ مامونکی مٹر۔ میچن آباد۔ مرار علاقہ گوالیار نجف گڈھ۔ ہوشیارپور۔

ان حضرات کی خدمات مین (جنہون نے مدت سے اور بعض نے ابتدا سے آجتک کچھ ارسال نہین فرمایا اور بپاس انکے رتبہ عالیہ سے انپر گمان نادہندگی بھی نہین کیا جاتا صرف عدم توجہی بے اعتنائی کا گمان ہے) نیز التماس ہے کہ توجہ فرماوین اور زر واجب الادا ارسال کرین۔

ان حضرات کے مواضع سکونت یہہ ہین۔ اکولہ۔ جی پور۔ حیدرآباد ڈھاکہ۔ سہارنپور۔ (علیگڈھ یا سملہ۔ یا کلکتہ) گورداسپور مرادآباد۔ ملتانی۔ ملتان۔

انتظام جدید

انتظام جدید رسالہ پر ایک ممبر کی سوائے کل کا اتفاق ہو گیا ہے اور اب وہ گویا مجمع علیہ ہے جن تین ممبرون کی رائے کا حال ماہ فروری مین نامعلوم تہا ان مین سے ایک نے خلاف کیا ہے اور ایک نے وفاق۔ اور ایک اپنے ممبری سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اب تجویز ثانی یہہ انتظام متفق علیہ سمجہا جاویگا۔ جس ممبر نے اختلاف کیا ہے اسکی خلاف کی دلیل یہہ ہے کہ جمہوری کام خاص کامون سے بہت پختہ و پائیدار ہوتے ہین۔ مین اس دلیل کو پسند کرتا ہون اور اسکی تائید مین یہی بات پیش کرنا کافی سمجہتا ہون کہ مجھے ایک سفر پیش آگیا پہر مین بیمار ہو گیا تو اسمین رسالہ دو مہینے تک بند رہا اگر یہہ جمہوری کام ہوتا اور کوئی دوسرا بھی اسکا سربراہ ہوتا تو کام جاری رہتا۔ مگر کیا کیا جاوے لوگون کی ہمت پست ہے ایسا کوئی نظر نہین آتا جو اس کام کی ذمہ داری سر پر لے اور میرے ساتھ کوئی ایک بھی شریک اہتمام ہو۔ جمہوری ہونا تو دور ہے ایک کے دو ہوتے بھی نظر نظر نہین آتے

اطلاع۔ نمبر سوم کی ساتھ نمبر چہارم بھی چھپ گیا آئندہ نمبر پنجم نکلیگا۔

کیا ہے کہ وقف مقید و مخصوص باغنیاء و اولاد و اقارب باطل ہے - ایسا وقف تب ہی صحیح و جائز ہو سکتا ہے کہ اسمین لفظ صدقہ لگایا جاوے یا اسمین فقراء کو بہی شامل کیا جاوے جس سے اسکا دوامی و غیر منقطع ہونا ثابت ہو - چنانچہ فرمایا ہے کہ اسعاف مین کہا ہے کہ جب وقف کنندہ کہے کہ میری یہہ زمین اولاد زید کے لئے وقف ہے اور ایک جماعت خاص کا ذکر کرے تو یہہ وقف ابو یوسفؒ کے نزدیک بہی صحیح نہین ہے اسلئے کہ اون لوگون کا مقرر کر دینا دوسرونکی مراد ہونے سے روکتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ کسی شخص کو مقرر نکرے اس صورت مین اُسنے وقف کو گویا فقیرونکے لئے کر دیا تجہے معلوم نہین کہ وقف کہنے اور فلانے کے لئے وقف کہنے مین فرق ہے - بصورت اولی وقف صحیح ہے نہ بصورت ثانی اسلئے کہ بلا قید وقف کہنے سے تو وہ بحکم عرف فقیرونکی طرف راجع ہوتا ہے اور جب اُسنے وقف کے ساتہہ اولاد کا ذکر کر دیا تو لحاظ عرف کا موقع باقی نرہا اس سے ظاہر ہوا کہ صاحبین کا اختلاف لفظ دوام (یا جو اسکے قائم مقام ہو) کی زبان سے بولنے مین ہے - معنون مین دوام کا مراد ہونا سب کے نزدیک شرط ہے چنانچہ محققون نے کہا ہے - مین کہتا ہون (مؤلف رد المحتار کا قول ہے) اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ جو وقف خاص اغنیاء یا اولاد سے مقید ہو وہ بالاتفاق باطل ہے - لیکن بزازیہ مین ہے کہ امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین پہلی یہہ ہے کہ دوامی کہنا شرط نہین ہے -

قال فی الاسعاف لو قال وقفت ارضی ہذہ علی ولد زید و ذکر جماعۃ باعیانہم لم یصح عند ابی یوسف ایضاً لان تعیین الموقوف علیہ یمنع ارادۃ غیرہ بخلاف ما اذا لم یعین لجعلہ ایاہ علی الفقراء - الا تری انہ فرق بین قولہ موقوفۃ و بین قولہ موقوفۃ علی ولدی فصح الاول دون الثانی لان مطلق قولہ موقوفۃ یصرف الی الفقراء عرفاً فاذا ذکر الولد صار مقیداً - فلا یبقی العرف فظہر بہذا ان الخلاف بینہما فی اشتراط ذکر التابید وعدمہ انما ہو فی التنصیص علیہ او علی ما یقوم مقامہ کالفقراء و نحوہم - واما التابید معنیً فشرط اتفاقاً علی الصحیح و قد نص علیہ محققو المشایخ انتہی -

قلت و مقتضاہ ان المقید باطل اتفاقاً لاکن ذکر فی البزازیۃ ان عن ابی یوسفؒ فی التابید روایتین الاولی انہ غیر شرط

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

حتی لو قال وقفت علی اولادی ولم یزد
جاز الوقف واذا انقرضوا عاد الی ملکه لو حیا
والا علی ملک الوارث - والثانیة انه شرط
لکن ذکره غیر شرط حتی تصرف الغلة بعد
الاولاد الی الفقراء ومقتضاه انه علی الروایة
الاولی یصح کل من الوقف والتقیید وعلی الثانیة
یصح الوقف ویبطل التقیید لکن ذکر فی البحر ان
ظاهر المجتبی والخلاصة ان الروایتین عنه فیما
اذا ذکر لفظ الصدقة اما اذا ذکر لفظ الوقف
فقط لا یجوز اتفاقا اذا کان الموقوف
علیه معینا انتهی - قلت ویشهد له ما فی الذخیرة
لو قال ارضی هذه صدقة موقوفة فهی وقف
بلا خلاف اذا لم یعین انسان فلو عین وذکر
مع لفظ الوقف لفظ صدقة بان قال صدقة موقوفة
علی فلان جاز ویصرف بعده الی الفقراء -
ثم نقل تائیده عن الهدایة والخانیة والقدوری
والملتقی - والنقایة وغیرها من المعتبرات -
ثم قال والحاصل انه لا خلاف عندهما فی
صحة الوقف مع عدم تعیین الموقوف علیه
اذا ذکر لفظ التابید او ما فی معناه کالفقراء
وکلفظ صدقة موقوفة وکموقوفة لله تعالی

حتی کہ اگر صرف اتنا ہی کہے کہ مینے اولاد کے لئے وقف کیا
اور اس سے کچھہ زیادہ نکہے تو وقف صحیح ہے -
پہر جب وہ اولاد نرہی تو وہ وقف ملک واقف مین
آجاتا ہے اگر خود زندہ ہو یا اسکے اور وارثونکو ملجاتا ہی
دوسرے روایت یہہ کہ دوامی ہونا شرط ہی پر اسکا ذکر کرنا
شرط نہین اسلیئے وہ غلہ بعد تمام ہو جانے اولاد کے
فقیرون کیطرف مصروف ہوگا اس کا مقتضائے
یہہ ہے کہ بنا بر پہلی روایت کے وقف اور قید منافی
دوام دونون صحیح ہین - اور دوسری روایت پر وقف صحیح
ہی قید باطل ہے - لیکن بحر الرائق مین اس روایت
بزازیہ کی تاویل مین کہا ہے کہ مجتبی اور خلاصہ کے ظاہر
الفاظ سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ یہہ دونون روایتین اس
صورت مین ہین کہ لفظ وقف کے ساتہہ لفظ صدقہ کا بہی
ذکر کرے تو بصورت تقرری مصرف کے وقف جائز ہوگا ولیکن اگر صرف
لفظ وقف بدون لفظ صدقہ کہی تو بالاتفاق وقف جائز نہوگا - مین
صاحب بحر پر شاہد ہے جو ذخیرہ مین کہا ہی کہ اگر کوئی کہے
کہ میرے زمین صدقہ ہی وقف کیا ہوا تو یہہ بلا خلاف
وقف ہے اگر کسی آدمی کو اسکے لئے مقرر نکرے اور اگر
کسی آدمی کو خاص کرے اور ساتہہ وقف کے لفظ
صدقہ بہی ذکر کرے اور یون کہے کہ یہہ صدقہ ہی فلانی
شخص پر وقف کیا ہوا تو بہی جائز ہے -

وکموقوفة علی وجوه البر لانه عبارة عن الصدقة وانه لاخلاف فی بطلانه لو اقتصر علی لفظ موقوفة مع تعیین کموقوفة علی زید خلافاً لما فی البزازیة وانما الخلاف بینهما لو اقتصر بلا تعیین او جمع مع التعیین کصدقة موقوفة علی فلان فعند ابی یوسف یصح ثم یعود الی الفقراء وهو المعتمد وقیل یعود الی المالک والمراد بالمعین ما یحتمل الانقطاع کاولاد زید او فقراء قرابة فلان وهم یحصون -

فاغتنم تحریر هذا المحل فانک لا تجده فی غیر هذا الکتاب والحمد لله تعالی ملهم الصواب انتهی ما فی رد المحتار مختصراً -

اور اس شخص کے بعد وہ فقیرونکے لئے ہی پہر صاحب رد المحتار نے اسکی تائید ہدایہ - خانیہ - قدوری - ملتقی - نقایہ وغیرہ معتبرات حنفیہ سے نقل کی ہے - پہر کہا ہے حاصل یہہ ہے کہ اگر وقف مین کسی شخص کو مصرف مقرر نکرے اور لفظ دوام یا جو اسکی معنی مین ہو جیسے لفظ فقراء یا لفظ صدقہ موقوفہ یا لفظ وقف شدہ برائے خدا - یا لفظ وقف شدہ بصورت خیرات ذکر کرے تو اس وقف کے جائز ہونے مین صاحبین کا اختلاف نہین ہی اور اگر صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) کہی پہر اسکو کسی خاص شخص سے مخصوص و معین کر دے تو اسکی عدم جواز مین اُنکا اختلاف نہین - یہہ بات بزازیہ + کے مخالف ہے اختلاف صاحبین کا انہی صورتون مین ہی کہ صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) بلا تعیین مصرف کہے یا لفظ وقف کے ساتہہ لفظ صدقہ بہی ملا دے اور مصرف کو بہی معین کر دے ابو یوسف کی نزدیک یہہ وقف صحیح ہوگا پہر بعد اختتام اُن اشخاص معینہ کے وہ فقراء کے لئے ہو جاویگا اور اسی بات پر اعتماد ہے اور بعض کہتے ہین وہ بعد انقراض اُن اشخاص کے مالک کیطرف رجوع کریگا - اور مصرف معین سے وہ محل مراد ہے کہ جو منقطع ہو جانیکا محتمل ہو -

جیسے زید کی اولاد یا کسی شخص کے قرابتی فقیر جو شمار مین آتی ہون - اس تحریر کو غنیمت سمجہہ لے اسکو بجز اس کتاب کے اور کہین نپاویگا - رد المحتار کا مضمون باختصار تمام ہوا اسمین جس تفصیل سے وقف مین شرط دوام کا ضروری ہونا اور وقف مخصوص باغنیاء کا (جسکو صدقہ نکہا ہو) باطل ہونا - اور جملہ انواع و اقسام صحیح وقف کا صدقہ ہونا بیان کیا ہے ناظرین پر مخفی نہین ہے -

+ اس روایت بزازیہ کی تاویل صاحب بحر سے ایسی منقول ہو چکی ہی جس سے یہہ خلاف مرتفع ہو سکتا ہی ۱۲ - حاشیہ -